از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 27 اکتوبر 1964

سٹیٹ آف آسام ودیگر

بنام

اجیت کمار شرما ودیگراں

(پی بی گجیندر گڈکر چیف جسٹس، کے این وانچو، ایم ہدایت اللہ، رگھوبر دیال اور جے آر مدھولکر جسٹسز)

آئین ہند، 1950، آرٹیکل 226- ریاست کی طرف سے نجی کالجوں کو انتظامی ہدایات- گورننگ باڈی کے ذریعہ انجام دی گئی- متاثر اساتذہ کی خدمات کی شرائط- رٹ پٹیشن برقرار رکھنے کا استاد کا حق۔

جواب دہندہ آسام کی گوہاٹی یونیورسٹی سے وابستہ ایک پرائیویٹ کالج میں استاد تھا۔ کالج کو قواعد کی شکل میں طے شدہ کچھ شرائط پر ریاست سے امداد کی واگزاری مل رہی تھی۔ قوائد میں سے ایک، قاعدہ 7، بشرطیکہ اگر کوئی استاد مقننہ کے انتخاب کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ نامزدگی داخل کرنے کی تاریخ سے اگلے تعلیمی نشست کے اختتام تک یا اس عہدے کی مدت ختم ہونے تک بغیر تنخواہ کے لازمی چھٹی پر ہونا چاہئے جس کے لئے وہ منتخب ہو سکتا ہے۔ مدعاعلیہ نے تین ماہ کی چھٹی کے لئے درخواست دی اور پارلیمنٹ کی نشست کے لئے انتخاب لڑا لیکن اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ لہٰذا انہوں نے دوبارہ شمولیت کی اجازت کے لیے درخواست دی اور گورننگ باڈی نے انہیں اجازت دے دی۔ ڈائریکٹر آف پبلک انسٹرکشن نے نشاندہی کی کہ اس طرح کی اجازت مذکورہ بالا اصول کی خلاف ورزی ہے، لہذا گورننگ باڈی نے مدعاعلیہ کو مطلع کیا کہ اسے تعلیمی نشست کے اختتام تک بغیر تنخواہ کے لازمی چھٹی دی گئی ہے۔ اس کے بعد مدعاعلیہ نے اس بنیاد پر ہائی کورٹ میں رٹ آف مینڈیمس یا دیگر مناسب ہدایت جاری کرنے کے لئے عرضی دائر کی کہ: (1) قاعدے میں کوئی قانونی طاقت نہیں ہے، (2) قاعدہ گورننگ باڈی یا مدعاعلیہ کو پابند نہیں کرتا ہے اور (3) گورننگ باڈی کا اسے لازمی چھٹی پر بھیجنے کا حکم غیر مؤثر تھا۔ انہوں نے یہ بھی استدعا کی کہ اگر گورننگ باڈی نے ان پر لازمی چھٹی عائد نہیں کی تو ریاست کو ہدایت دی جانی چاہئے کہ وہ کالج کو دی جانے والی گرانٹ کو نہ روکے۔ درخواست میں گورننگ باڈی کو بھی فریق بنایا گیا تھا۔ ہائی کورٹ نے کہا کہ قواعد میں کوئی قانونی طاقت نہیں ہے، اور ایک عوامی اتھارٹی کی

حیثیت سے ڈائریکٹر کو ہدایت جاری کی کہ وہ اس طرح کے قواعد کو نافذ کرنے سے گریز کریں۔ ہائی کورٹ نے گورننگ باڈی کو بھی اسی طرح کی ہدایت جاری کی، اس بنیاد پر کہ اس نے مدعاعلیہ کی چھٹی کے سوال پر اپنی آزادانہ سوچ کا استعمال نہیں کیا تھا۔ ریاست نے سپریم کورٹ میں اپیل کی، لیکن اس بات سے اختلاف نہیں کیا کہ قواعد صرف انتظامی ہدایات ہیں۔

حکم ہوا کہ :-ہائی کورٹ کی جانب سے اپنے ڈائریکٹر کے ذریعے ریاست کورٹ جاری کرنے کے حکم کو کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔[899B]

قوانین محض انتظامی ہدایات ہونے کی وجہ سے قانونی قواعد کے طور پر قانون کی طاقت نہیں رکھتے ہیں۔ لہذا وہ نجی کالجوں کے اساتذہ کو کوئی حق نہیں دیتے ہیں جو انہیں آرٹیکل 226 کے تحت قواعد کی کسی بھی شق کے نفاذ یا عدم نفاذ کے لئے رٹ پٹیشن برقرار رکھنے کا حق دار بنائے گا۔ یہ محض انتظامی ہدایات ہیں، ایسے کالجوں کو امداد کی واگزاری کے معاملے میں نجی کالجوں اور حکومت کے درمیان معاملہ ہے، اور کسی بھی کالج کے استاد کو قواعد کے تحت ان کے نفاذ یا عدم نفاذ کے بارے میں پوچھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ گورننگ باڈی کے لئے یہ کھلا ہے کہ وہ ایسی کسی بھی ہدایات پر عمل نہ کرے اور اس کے بعد یہ ریاست کے لئے کھلا ہوگا کہ وہ اس بات پر غور کرے کہ کون سی گرانٹ دی جائے۔ لیکن اگر گورننگ باڈی ہدایات پر عمل کرنے کا انتخاب کرتی ہے تو یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ یہ ہدایت کسی خطرے کے تحت کی گئی تھی۔ اور کسی استاد کے لیے یہ کھلا نہیں ہے کہ وہ اس بات پر اصرار کرے کہ گورننگ باڈی کو اس ہدایت پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔[897B-H] میسرز زرمن اور رمن بمقابلہ مدراس کی ریاست، [1959].227..2S.C.Rsupp، حوالہ دیا گیا.

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبری 1062، سال 1963۔

آسام ہائی کورٹ کے 25 ستمبر 1962 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے دیوانی قاعدہ نمبر 221 سال 1962 میں اپیل کی گئی۔

اپیل کنندگان کی طرف سے جی ایس پاٹھک اور نونیت لال۔

جواب دہندہ نمبر 1 کے لئے ایم کے رام مورتی۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس وانچو نے سنایا۔

وانچو جسٹس :- نے آسام ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف خصوصی اجازت کی اپیل ہے۔ جناب اجیت کمار شرما (بعد میں مدعاعلیہ کے طور پر جانا جاتا ہے) گوہاٹی کے ہانڈیک گرلز کالج

(جسے بعد میں کالج کہا جاتا ہے) میں ایک استاد ہیں۔ انہوں نے مندرجہ ذیل باتوں پر ہائی کورٹ میں رٹ پٹیشن دائر کی۔ یہ ایک پرائیویٹ کالج ہے جو B.A جماعت تک پڑھاتا ہے اور گوہاٹی یونیورسٹی ایکٹ، نمبر 16، سال 1947 کے تحت قائم گوہاٹی یونیورسٹی سے وابستہ ہے (اس کے بعد ایکٹ کے نام سے جانا جاتا ہے)۔ اس کالج کا انتظام گوہاٹی یونیورسٹی کے ذریعہ ایکٹ کی دفعہ 21(g) کے تحت بنائے گئے نجی کالجوں کے انتظام کے لئے قانون کی دفعات کے مطابق ایک گورننگ باڈی کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ ایکٹ کی دفعہ 23(h) کے تحت ایگزیکٹیو کونسل نجی کالجوں کے اساتذہ سمیت یونیورسٹی کے اساتذہ کی تنخواہوں اور خدمات کی شرائط کے لئے آرڈیننس تشکیل دے سکتی ہے۔ یونیورسٹی نے اس طرح تفویض کردہ اختیارات کی پیروی کرتے ہوئے نجی کالجوں کے اساتذہ کو چھٹی دینے کے قواعد وضع کیے ہیں جو ایسے کالجوں کی گورننگ باڈیز پر پابند ہیں، اور دراصل کالج کی گورننگ باڈی نے اپنے اساتذہ کے لئے جولائی 1956 میں اپنایا تھا۔ ان قوانین کے تحت کالج کی گورننگ باڈی کسی استاد کو بغیر تنخواہ کے چھٹی لینے پر مجبور نہیں کر سکتی۔

کالج کو ریاست آسام سے امداد کی واگزاری ملتی ہے اور امداد کی واگزاری دینے کے لئے کچھ شرائط ہیں۔ یہ شرائط اس صورت میں امداد واپس لینے کا اہتمام نہیں کرتی ہیں اگر کوئی نجی کالج کسی ایسے استاد کو بغیر تنخواہ کے لازمی چھٹی پر بھیجنے میں ناکام رہتا ہے جو کسی قانون ساز یا بلدیاتی ادارے کا انتخاب کرتا ہے، پرچہ نامزدگی داخل کرنے کی تاریخ سے لے کر اگلے تعلیمی نشست کے اختتام تک یا اس عہدے کی میعاد ختم ہونے تک جس کے لئے استاد منتخب کیا جاتا ہے۔

جواب دہندہ جیسا کہ پہلے ہی بتایا گیا ہے کالج میں ایک استاد ہے۔ انہوں نے 2 جنوری سے تنخواہ کے ساتھ چھٹی کے لئے درخواست دی تھی۔ 1962ء سے 5 مارچ 1962ء تک پارلیمنٹ کی نشست پر انتخاب لڑنے کے لیے۔ یہ چھٹی کالج کی گورننگ باڈی نے 9 مارچ 1962 کی قرارداد نمبر 1 کے ذریعہ انہیں دی تھی۔ جواب دہندہ انتخابات کے لئے کھڑا ہوا اور ہار گیا۔ اس کے بعد انہوں نے درخواست دی کہ انہیں 6 مارچ 1962 سے اپنی ذمہ داریوں پر دوبارہ کام کرنے کی اجازت دی جائے اور گورننگ باڈی نے 9 مارچ 1962 کو اپنی قرارداد نمبر 2 کے ذریعہ انہیں ایسا کرنے کی اجازت دی۔ لہذا انہوں نے 6 مارچ 1962 سے اس طرح کام کیا۔ 20 مارچ کو۔ 1962ء میں ڈائرکٹر آف پبلک انسٹرکشن، آسام (جسے بعد میں ڈائریکٹر کہا جاتا ہے) نے کالج کے پرنسپل اور سکریٹری کو 10 مارچ

1962 کے اس خط کے حوالے سے ایک خط لکھا جس میں بظاہر ڈائریکٹر کو پارلیمنٹ اور آسام قانون ساز اسمبلی کے انتخابات کے سلسلے میں مدعا علیہ اور کچھ دیگر اساتذہ کو دی گئی چھٹی کے بارے میں مطلع کیا گیا تھا۔اس خط میں ڈائریکٹر نے کالج کو مطلع کیا کہ وہ گورننگ باڈی کی اس قرارداد کو منظور کرنے سے قاصر ہیں جس میں مدعا علیہ اور کچھ دیگر اساتذہ کو "فوری طور پر" اپنے فرائض میں دوبارہ شامل ہونے کی اجازت دی گئی تھی۔ خط میں نشاندہی کی گئی ہے کہ اس طرح کی اجازت امداد یافتہ تعلیمی اداروں کے ملازمین کے طرز عمل اور نظم وضبط سے متعلق قواعد کے قاعدہ 7 کی خلاف ورزی ہے اور اس لئے اس کی منظوری نہیں دی جاسکتی ہے۔ ڈائرکٹر نے یہ بھی کہا کہ یونیورسٹی اور آسام کالج اساتذہانجمنکے ساتھ مشاورت کے بعد 1960 میں قواعد بنائے گئے تھے۔ایسا لگتاہے کہ اس خط کی وصولی کے بعد گورننگ باڈی نے مدعا علیہ کو چھٹی دینے کے معاملے پر دوبارہ غور کیا اور 4 اپریل 1962 کو ایک قرارداد منظور کی۔ کالج کی گورننگ باڈی نے ایک اور خط کے ساتھ اس خط پر غور کیااوران خطوط کے پیش نظر یہ فیصلہ کیا گیا کہ 9 مارچ 1962 کی قرارداد، جس میں مدعا علیہ کو 6 مارچ، 1962 سے دوبارہ فرائض کی اجازت دی گئی تھی، کو نافذ نہیں کیا جاسکتا۔ یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ مدعا علیہ اور کچھ دیگر اساتذہ کو قواعد کے مطابق چھٹی دی جائے۔ گورننگ باڈی کی اس قرارداد کو کالج کے پرنسپل نے 5 اپریل 1962 کو ایک خط کے ذریعے مدعا علیہ کو پہنچایا تھااور انہیں بتایا گیا تھا کہ گزشتہ عام انتخابات میں ان کے انتخاب کے لئے کھڑے ہونے کے پیش نظر انہیں تعلیمی نشست کے اختتام تک بغیر تنخواہ کے لازمی چھٹی دی گئی ہے۔

اس کے بعد مدعا علیہ نے ہائی کورٹ میں رٹ پٹیشن دائر کی جس میں سے موجودہ اپیل سامنے آئی ہے۔ان کی دلیل یہ تھی کہ ڈائرکٹر نے جن قواعد کا حوالہ دیا تھاان میں کوئی قانونی طاقت نہیں تھی اور وہ گوہاٹی یونیورسٹی کے ذریعہ بنائے گئے قواعد کے تحت چھٹی کے حقدار تھے، جسے کالج نے قبول کیا تھا۔

انہوں نے یہ بھی دلیل دی کہ قانون کی طاقت نہ رکھنے والے قواعد کالج کی گورننگ باڈی کے اختیارات کو اس کے کاموں کے معاملے میں متاثر نہیں کرتے ہیں۔ نتیجتا 9 مارچ 1962 کو گورننگ باڈی کی دوسری قرارداد مناسب اور درست تھی اور مدعا علیہ کو 6 مارچ 1962 کو چھٹی ختم ہونے کے بعد دوبارہ ڈیوٹی پر واپس آنے کی اجازت دی گئی تھی۔ ڈائریکٹر کے پاس 9 مارچ 1962 کی گورننگ باڈی کی دوسری قرارداد میں مداخلت کرنے کا

کوئی اختیار نہیں تھا اور گورننگ باڈی کی طرف سے منظور کردہ اس نوعیت کی قراردادوں کو ڈائریکٹر کی منظوری کی ضرورت نہیں تھی اور یہ خود ہی اثرانداز ہوگی۔ یہ بھی دلیل دی گئی کہ چونکہ کالج کو چلانے والے چھٹی کے قواعد گورننگ باڈی کو یہ اختیار نہیں دیتے ہیں کہ وہ کسی استاد کو اس کی مرضی اور رضامندی کے خلاف تنخواہ کے بغیر لازمی چھٹی پر بھیج دے، گورننگ باڈی کی 4 اپریل 1962 کی قرارداد جس کے ذریعہ مدعاعلیہ کو لازمی چھٹی پر بھیج دیا گیا تھا، کا کوئی اثر نہیں تھا اور کسی بھی صورت میں گورننگ باڈی کو غیر قانونی ہدایت پر کام نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ ڈائریکٹر کی طرف سے. آخر میں اس بات پر زور دیا گیا کہ گورننگ باڈی نے 19 مارچ 1962 کے ایڈیشنل ڈائریکٹر کے خط میں موجود دھمکی پر کارروائی کی، جس میں کہا گیا تھا کہ محکمہ تعلیم قواعد کے قاعدہ 7 کی خلاف ورزی کرتے ہوئے انتخابات کے سلسلے میں چھٹی پر جانے والے کسی بھی ملازم کو تنخواہوں اور مراعات کے لئے فنڈز فراہم نہیں کرے گا۔ لہٰذا گورننگ باڈی کا عمل غلط تھا اور کسی بھی صورت میں ڈائریکٹر کو گورننگ باڈی کو اس طرح دھمکانے کا کوئی حق نہیں تھا۔ لہٰذا مدعاعلیہ نے قواعد کے قاعدہ 7 کو کوئی قانونی طاقت نہ ہونے اور گورننگ باڈی یا مدعاعلیہ پر کوئی پابند کردار نہ ہونے کے طور پر سرٹیفکیٹ / ممانعت / ضابطہ اخلاق کی نوعیت میں ایک رٹ قائم کرنے کی درخواست کی۔ انہوں نے مزید استدعا کی کہ گورننگ باڈی کی 4 اپریل 1962 کی قرارداد کو غیر قانونی، کالعدم اور قانون کے مطابق غیر موثر قرار دیا جائے اور ڈائریکٹر کو ہدایت کی جائے کہ گورننگ باڈی کی جانب سے مدعاعلیہ کو بغیر تنخواہ لازمی چھٹی پر بھیجنے میں ناکامی پر کالج کو دی جانے والی گرانٹ کو روک نہ دیا جائے۔

اس سے پہلے کہ ہم ریاست کے جواب پر غور کریں، ہم قواعد کی ابتداء بتانا چاہیں گے۔ ایسا لگتا ہے کہ فروری 1959 میں ریاست آسام نے نجی کالجوں کو اضافی گرانٹ دینے کا فیصلہ کیا تاکہ ایسے کالجوں کے اساتذہ کو تنخواہ اور دیگر مراعات کے اسکیل کے بارے میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی سفارشات کو نافذ کیا جاسکے۔ بظاہر، تنخواہ اور دیگر مراعات کے یہ شرح مشاہرہ اساتذہ کے لئے فائدہ مند تھے اور ان کی تنخواہ اور دیگر مراعات میں بہتری کا مطلب تھا جو وہ پہلے سے حاصل کر رہے تھے. اجلاس میں یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ نجی کالجوں کو اس طرح کی گرانٹ اس شرط پر دی جائے کہ کالج انتظامیہ اپنے ملازمین کی سروس کی شرائط کو باقاعدہ کرنے والے کچھ قواعد پر عمل کرنے پر رضامند ہوں۔ اس کے مطابق یونیورسٹی اور آسام کالج اساتذہ انجمنکی مشاورت سے قواعد وضع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ مسودہ

قواعد پر تمام نجی کالجوں کی گورننگ باڈیز کی رائے بھی طلب کی گئی تھی۔ ان میں کالج کی گورننگ باڈی سے بھی مشاورت کی گئی اور 6 اگست 1960 کو اس نے فیصلہ کیا کہ وہ حکومت کی جانب سے مجوزہ قواعد وضع کرنے سے اتفاق کرتی ہے۔ حکومت نے گوہاٹی یونیورسٹی اور آسام کالج اساتذہ انجمنکے خیالات کا بھی پتہ لگایا اور آخر کار 29 مارچ 1961 کو شائع ہونے والے 9 مارچ 1961 کے نوٹیفکیشن کے ذریعہ قواعد کو نوٹیفائی کیا گیا۔

قواعد کا قاعدہ 7، جو ہمارے مقاصد کے لئے مادی ہے، ان شرائط میں ہے:

"قانون ساز ادارے کا انتخاب کرانے یا کسی سیاسی تنظیم یا بلدیاتی اداروں میں عہدہ سنبھالنے کے خواہش مند ملازم اپنے کاغذات نامزدگی داخل کرنے کی تاریخ سے اگلے تعلیمی نشست کے اختتام تک یا عہدے کی مدت ختم ہونے تک بغیر تنخواہ کے لازمی چھٹی پر رہیں گے۔ تاہم ایسے ملازم کو پانچ سال سے زائد مدت تک اپنے عہدے پر برقرار رہنے کی اجازت نہیں دی جائے گی"۔

لہذا یہ قواعد یونیورسٹی اور آسام کالج اساتذہ انجمنکی مشاورت سے بنائے گئے تھے، جو ممکنہ طور پر تمام نجی کالجوں کے اساتذہ کی نمائندگی کرتے ہیں۔ کالج کی گورننگ باڈی سے بھی مشاورت کی گئی اور اس نے قواعد کو نافذ کرنے کو قبول کیا۔ اس گورننگ باڈی میں کالج کے تدریسی عملے کے ارکان کی اچھی نمائندگی ہے اور یونیورسٹی، کالج اساتذہ انجمناور خاص طور پر کالج کی گورننگ باڈی کی رضامندی کے بعد جس میں کالج کے اساتذہ کی اچھی طرح نمائندگی کی گئی تھی کہ قواعد کو مطلع کیا گیا تھا۔

درخواست گزاروں کا معاملہ یہ تھا کہ جس طرح سے قواعد بنائے گئے تھے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ کالج کے ساتھ ساتھ کالج کے اساتذہ پر بھی پابند تھے اور اس کے بعد ہی حکومت نے کالج کو نظرثانی شدہ گرانٹ دی۔ ایسا لگتا ہے کہ درخواست گزاروں کا معاملہ یہ تھا کہ آسام ایکٹ 2، سال 1961 کے ذریعہ ایکٹ میں ترمیم کے پیش نظر قواعد کو قانونی طاقت حاصل تھی، جس کے ذریعہ ایکٹ کی دفعہ 21(g) میں ایک شرط شامل کی گئی تھی جس کے تحت حکومت کو سرکاری کالجوں اور سرکاری امداد یافتہ کالجوں کے سلسلے میں یونیورسٹی کی مشاورت سے ضروری قواعد بنانے کا اختیار دیا گیا تھا۔ درخواست گزاروں کی طرف سے کچھ دیگر اعتراضات بھی تھے، جن کا حوالہ دینا غیر ضروری ہے۔

کالج کی گورننگ باڈی کو بھی رٹ پٹیشن میں فریق بنایا گیا اور تحریری بیان جمع کرایا گیا۔ اس نے ریاست کے موقف کی حمایت کی، اور خاص طور پر نشاندہی کی کہ گورننگ باڈی جس میں

کالج کے تدریسی عملے کی اچھی نمائندگی تھی، نے مطلع ہونے سے پہلے قواعد کو قبول کر لیا تھا۔ نتیجتاً حکومت یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی سفارشات کے مطابق کالج کو امداد کی واگزاری دے رہی تھی جس کے ذریعہ اساتذہ کے شرح تنخواہ وغیرہ کو بہتر بنایا گیا تھا اور اساتذہ اس امداد کی واگزاری کے تحت تنخواہ اور مہنگائی مراعات وصول کر رہے تھے۔ جب قواعد زیر غور تھے تو تدریسی عملے کے کسی رکن کی طرف سے کبھی بھی کوئی نمائندگی نہیں کی گئی تھی اور انہیں مطلع کیا گیا تھا کہ وہ قواعد کے پابند نہیں ہوں گے۔ مدعاعلیہ سمیت اساتذہ نے قواعد میں طے شدہ شرائط و ضوابط پر ریاست کی طرف سے دی جانے والی امداد کی واگزاری اسکیم کے تحت تنخواہ اور مہنگائی مراعات قبول کر لیا تھا، مدعاعلیہ کو ان قواعد کو چیلنج کرنے سے روک دیا گیا تھا جو کالج اور عمومی طور پر تعلیم کے مفاد میں تھے۔ گورننگ باڈی خاص طور پر قواعد و ضوابط کی پابند تھی اور 4 اپریل 1962 کی قرارداد ڈائریکٹر کی طرف سے کسی دھمکی کی وجہ سے منظور نہیں کی گئی تھی۔

ہائی کورٹ کے سامنے جو اہم سوال زیر بحث آیا تھا وہ یہ تھا کہ کیا زیر بحث قواعد میں قانونی طاقت ہے۔ متبادل کے طور پر، یہ دلیل دی گئی تھی کہ اگر قواعد میں کوئی قانونی طاقت نہیں ہے اور یہ امداد کی منظوری کے مقصد کے لئے محض ایگزیکٹو ہدایات ہیں، تو بھی ہائی کورٹ کو ریاست یا ڈائریکٹر کے خلاف رٹ جاری نہیں کرنی چاہئے جو ڈائریکٹر کے ذریعہ جاری کردہ ایسی انتظامی ہدایات میں مداخلت کرتا ہے۔ مزید زور دیا گیا کہ اگر یہ قواعد محض ایگزیکٹو ہدایات ہیں، جنہیں کالج کی گورننگ باڈی نے قبول کیا ہے، جس میں کالج کے اساتذہ کی اچھی نمائندگی ہے، تو وہ معاہدے کی ذمہ داریوں کی نوعیت میں ہوں گے جو آرٹیکل 226 کے تحت رٹ کے اجراء کے ذریعہ نافذ نہیں کیے جا سکتے ہیں۔

ہائی کورٹ نے پہلے اس سوال پر غور کیا کہ کیا قواعد میں قانونی طاقت ہے اور وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ انہیں ایکٹ کی دفعہ 21(g) کی شق کے تحت جاری نہیں کیا جا سکتا ہے جس پر انحصار کیا گیا تھا اور اس لئے اس میں کوئی قانونی طاقت نہیں تھی۔ لیکن ہائی کورٹ نے یہ بھی کہا کہ اگر قواعد میں کوئی قانونی طاقت نہیں ہے تو بھی وہ ڈائریکٹر کو آرٹیکل 226 کے تحت ایک حکم نامہ جاری کرنے کے لئے کھلا ہے، جو ایک عوامی اتھارٹی ہے، تاکہ وہ ان قواعد کو نافذ کرنے سے باز رہے جن کا کوئی قانونی اختیار نہیں ہے۔ لہٰذا عدالت نے ڈائریکٹر کو ہدایت دی کہ وہ 20 مارچ 1962 کے ان کے خط پر عمل درآمد نہ کریں۔

اس کے علاوہ ہائی کورٹ کے سامنے زور دیا گیا کہ کالج کی گورننگ باڈی ایک قانونی ادارہ نہیں ہے اور اس لئے اسے کوئی رٹ یا ہدایت جاری نہیں کی جا سکتی ہے اور مدعا علیہ کا علاج یہ ہے کہ وہ اپنے حق (اگر کوئی ہو) کو نافذ کرنے کے لئے دیوانی کورٹ میں جائے۔ تاہم ہائی کورٹ نے کہا کہ آرٹیکل 226 کے الفاظ کافی وسیع ہیں اور اس کے اختیارات کو رٹ، ہدایات یا احکامات کے اجراء تک محدود نہیں کیا گیا ہے۔ انہوں نے ہدایات، احکامات یا رٹ جاری کرنے کا اختیار دیا جو عدالت نے ہر معاملے کے حالات میں مناسب سمجھا اور ایسی ہدایات کسی بھی مقصد کے لئے جاری کی جا سکتی ہیں۔ اس لئے ہائی کورٹ نے کہا کہ چونکہ گورننگ باڈی نے چھٹی کے سوال پر اپنے آزاد ذہن کا استعمال نہیں کیا ہے، لہذا وہ اسے بھی ہدایت جاری کر سکتا ہے۔ تاہم ہائی کورٹ نے یہ فیصلہ نہیں کیا کہ گورننگ باڈی ایک قانونی ادارہ ہے یا نہیں، اور نتیجے میں گورننگ باڈی کو ہدایت دی گئی کہ وہ ڈائریکٹر کے 20 مارچ 1962 کے خط پر عمل درآمد نہ کرے۔ اس کے بعد ریاست اور ڈائریکٹر کی طرف سے ہائی کورٹ سے اس عدالت میں اپیل کرنے کی اجازت مانگی گئی جسے مسترد کر دیا گیا۔ پھر ریاست اور ڈائریکٹر نے خصوصی چھٹی کے لئے اس عدالت میں درخواست دی جسے منظور کر لیا گیا۔ اور اس طرح یہ معاملہ ہمارے سامنے آیا ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ کالج کی گورننگ باڈی کو ہمارے سامنے کی گئی اپیل میں مدعا علیہ بنایا گیا ہے۔

اس اپیل میں فیصلہ کرنے کے لئے اہم سوال یہ ہے کہ کیا ہائی کورٹ نے ڈائریکٹر کے ذریعے ریاست کو 20 مارچ 1962 کے خط کو نافذ نہ کرنے کی ہدایت دی ہے۔ درخواست گزاروں کی طرف سے یہ دلیل نہیں دی گئی ہے کہ قواعد میں قانونی طاقت ہے اور ہمارے سامنے دلائل اس بنیاد پر دیئے گئے ہیں کہ قواعد میں کوئی قانونی طاقت نہیں ہے اور یہ صرف ایگزیکٹو ہدایات ہیں جو حکومت کی طرف سے نجی کالجوں کو شرح تنخواہ وغیرہ کے نفاذ کی شرط کے طور پر دی گئی ہیں۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی جانب سے پرائیویٹ کالجوں کے لیے تجویز کردہ یہ پیمانے پہلے کے مقابلے میں بظاہر زیادہ ہیں۔ ہمیں ایسا لگتا ہے کہ ہائی کورٹ نے ڈائریکٹر کے ذریعے ریاست کے خلاف رٹ دینے میں غلطی کی تھی جب اسے پتہ چلا کہ قواعد میں کوئی قانونی طاقت نہیں ہے اور یہ نجی کالجوں کو امداد کی واگزاری دینے کے مقصد سے محض انتظامی ہدایات ہیں۔ ریاست نجی تعلیمی اداروں کو کیا گرانٹ دے اور ریاست کو کن شرائط پر فیصلہ کرنا ہے۔ ان گرانٹس کی شرائط قانونی قواعد کے ذریعے مقرر کی جا سکتی ہیں۔ تاہم ایسا کوئی قانون موجود نہیں ہے جو ریاست کو محض انتظامی ہدایات کے ذریعے ایسی

گرانٹس کی شرائط مقرر کرنے سے روکے جن میں قانونی قواعد کی طاقت نہیں ہے۔ موجودہ معاملے میں نجی کالجوں کو نظر ثانی شدہ گرانٹ دینے کے لئے قواعد بنائے گئے ہیں تاکہ وہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی سفارشات کے مطابق اپنے اساتذہ کو تنخواہ وغیرہ کے زیادہ پیمانے دے سکیں۔ ہائی کورٹ نے ان قوانین کو کوئی قانونی طاقت نہیں قرار دیا ہے، اور یہ ہمارے سامنے متنازعہ نہیں ہے۔ ان حالات میں یہ واضح ہے کہ قواعد محض ایگزیکٹو ہدایات ہیں جن پر نجی کالجوں کے اساتذہ کے شرح تنخواہ وغیرہ کے بارے میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی سفارشات کو نافذ کرنے کے لئے نجی کالجوں کو گرانٹ دی جائے گی۔ جہاں امداد کی ایسی شرائط محض انتظامی ہدایات کے ذریعے طے کی جاتی ہیں، وہاں نجی کالج کے لیے یہ کھلا ہے کہ وہ ان ہدایات کو قبول کریں یا نہ کریں۔ اگر وہ ہدایات کو قبول نہ کرنے کا فیصلہ کرتا ہے تو اسے فطری طور پر امداد کی واگزاری نہیں ملے گی جو ہدایات میں شامل شرائط کو قبول کرنے پر منحصر ہے۔ دوسری طرف، اگر کالج ہدایات میں شامل شرائط کو قبول کرتا ہے تو، اسے امداد کی واگزاری موصول ہوتی ہے۔ تاہم اگر شرائط وضوابط پر مشتمل ہدایات کو قبول کرنے کے بعد، کالج ان ہدایات پر عمل نہیں کرتا ہے، تو حکومت کو فطری طور پر امداد کی واگزاری کو روکنے کا حق ہوگا۔ تاہم یہ معاملہ حکومت اور متعلقہ نجی کالج کے درمیان ہے۔ امداد کی واگزاری کی ایسی شرائط اور ہدایات نجی کالجوں کے اساتذہ کو کوئی حق نہیں دیتی ہیں اور وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ یا تو کسی خاص ہدایت یا شرط کو نافذ کیا جانا چاہئے یا نافذ نہیں کیا جانا چاہئے۔ یہ صرف کالج کی گورننگ باڈی پر منحصر ہے کہ وہ امداد کی شرائط طے کرنے والی محض انتظامی ہدایات میں شامل کسی بھی ہدایت پر عمل کرے یا نہیں۔ اس کے علاوہ گورننگ باڈی کے لئے یہ کھلا ہے کہ وہ ایسی کسی بھی ہدایت پر عمل نہ کرے جو قانونی طاقت والے قواعد پر مبنی نہ ہو، اور اس کے بعد یہ فطری طور پر ریاست کے لئے کھلا ہوگا کہ وہ اس بات پر غور کرے کہ کون سی گرانٹ دی جائے۔ لیکن اگر گورننگ باڈی اس ہدایت پر عمل کرنے کا انتخاب کرتی ہے، تو یہ شاید ہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ ہدایت کسی خطرے کے تحت کی جارہی تھی. یقینی طور پر کسی استاد کے لئے یہ کھلا نہیں ہے کہ وہ اس بات پر اصرار کرے کہ گورننگ باڈی کو ہدایات پر عمل نہیں کرنا چاہئے۔ امداد کی واگزاری کے مقصد کے لئے قواعد جیسا کہ اس معاملے میں محض انتظامی ہدایات اساتذہ کو کسی بھی قسم کا کوئی حق نہیں دیتی ہیں اور وہ ہائی کورٹ میں ان قوانین کے نفاذ یا عدم نفاذ کے لئے درخواست نہیں دے سکتے ہیں، بھلے ہی بالواسطہ طور پر ان پر کچھ اثر پڑ سکتا ہے کیونکہ گرانٹ کو مکمل یا جزوی طور پر روک دیا گیا

ہے۔اس طرح کی محض انتظامی ہدایات اگرچہ قواعد کہلاتی ہیں لیکن یہ صرف ڈائریکٹر کے ذریعے گورننگ باڈی اور ریاست کے درمیان معاملہ ہے اور ہماری رائے میں کسی استاد کی طرف سے آرٹیکل 226 کے تحت رٹ کے لئے درخواست کی بنیاد نہیں بن سکتی۔

اس سلسلے میں ہم میسرز زرمن اور رمن بمقابلہ ریاست مدراس (1) کا حوالہ دے سکتے ہیں جہاں اس عدالت کو موٹر وہیکل (مدراس ترمیمی) ایکٹ، 1948 کی دفعہ 43A کے تحت جاری کچھ احکامات اور ہدایات پر غور کرنا پڑا۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا دفعہ 43A کے تحت جاری کردہ احکامات کو قانون کی حیثیت حاصل ہے یا نہیں۔ اس عدالت نے کہا کہ اس طرح کے احکامات کو فریقین کے حقوق کو باقاعدہ کرنے والے قانون کی حیثیت حاصل نہیں ہے اور انہیں انتظامی احکامات کے کردار کا حصہ بننا چاہئے۔ یہ بھی کہا گیا تھا کہ محض انتظامی ہدایات سے کوئی حق حاصل نہیں ہو سکتا، کم از کم ایک ذاتی حق، اور اگر ایسی ہدایات کو کسی اپیل تک تبدیل کیا جاتا ہے، تو اپیل زیر التوا قانون میں کوئی تبدیلی نہیں ہو گی تاکہ کسی فریق کے کسی ذاتی حق کو متاثر کیا جا سکے۔ ہماری رائے میں یہ فیصلہ موجودہ معاملے کو بھی قابو کرتا ہے، کیونکہ یہ ہائی کورٹ نے پایا ہے، اور یہ ہمارے سامنے متنازعہ نہیں ہے، کہ قواعد محض انتظامی ہدایات ہیں اور قانونی قواعد کے طور پر قانون کی طاقت نہیں ہیں لہذا وہ نجی کالجوں کے اساتذہ کو کوئی حق نہیں دیتے ہیں جو انہیں قواعد کی کسی بھی شق کے نفاذ یا عدم نفاذ کے لئے آرٹیکل 226 کے تحت رٹ پٹیشن برقرار رکھنے کا حق دار بنائے گا۔ ایسے کالجوں کو امداد دینے کے معاملے میں نجی کالجوں اور حکومت کے درمیان محض انتظامی ہدایات ہیں، اور کسی بھی کالج کے استاد کو قواعد کے تحت یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ان کے نفاذ یا عدم نفاذ کے لئے پوچھے۔ لہٰذا ہماری رائے ہے کہ ہائی کورٹ نے جب ڈائریکٹر کے ذریعے ریاست کے خلاف ایک رٹ منظور کی تھی تو اس نے غلطی کی تھی، جس کے ذریعے ڈائریکٹر سے کہا گیا تھا کہ وہ کالج کی گورننگ باڈی کے خلاف 20 مارچ 1962 کے خط کو نافذ نہ کرے۔

پھر ہم اس سوال پر آتے ہیں کہ کیا کالج کی گورننگ باڈی کے خلاف رٹ جاری کی جا سکتی تھی۔ تاہم ہم نے پایا کہ ہائی کورٹ کے اس کے خلاف رٹ جاری کرنے کے حکم کے خلاف کالج کی طرف سے کوئی اپیل نہیں کی گئی ہے۔ ان حالات میں ہمیں نہیں لگتا کہ ہم ہائی کورٹ کے حکم میں مداخلت کر سکتے ہیں کیونکہ یہ کالج کی گورننگ باڈی کے خلاف ہے۔ اس کے ساتھ ہی ہمیں یہ بھی واضح کرنا چاہیے کہ ہمیں کالج کی گورننگ باڈی کے خلاف ہائی

کورٹ کے حکم کو پہلے سے بھیجے گئے حالات میں منظور نہیں کیا جانا چاہئے اور اس معاملے پر ایسے معاملے میں غور کرنا پڑ سکتا ہے جہاں یہ مناسب طریقے سے پیدا ہوتا ہے۔

اس کیس کو چھوڑنے سے پہلے ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ ریاست کی جانب سے ہمارے سامنے یہ کہا گیا تھا کہ اگر فیصلہ ریاست کے حق میں بھی جاتا ہے تو بھی وہ قاعدہ 7 کو نافذ نہیں کرے گی کیونکہ ریاست کا تعلق صرف اس موضوع پر قانون کی وضاحت سے تھا۔

نتیجے میں ہم اپیل کی اجازت دیتے ہیں اور ہائی کورٹ کے اس حکم کو کالعدم قرار دیتے ہیں جس میں ڈائریکٹر کے ذریعے ریاست کے خلاف رٹ دائر کی گئی تھی۔ آسام حکومت نے مدعاعلیہ اجیت کمار شرما کے وکیل اجیت کمار شرما کو معاوضہ دینے پر رضامندی ظاہر کی ہے۔ لہذا ہم اخراجات کے بارے میں کوئی حکم جاری نہیں کرتے ہیں.

اپیل کی اجازت دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.03.29 15.58
I attest to the accuracy and integrity of this document